نظرات

آج ملک نت نئے مسائل سے خطرناک حد تک دوچار ہے، جس کے پیشِ نظر ہر محبِ وطن ملک کے مستقبل کے تئیں مشوش ہے۔ نہ معلوم یہ ملک کب کس ہولناک تباہی کے گڑھے میں جاگرے، یہ سوچ سوچ کر دماغ پریشان ہے۔ سوچا گیا تھا کہ کانگریس کے بعد جو بھی پارٹی برسرِ اقتدار آئیگی وہ ملک و قوم کے لئے مفید ہوگی، اور ملک سے بھرشٹاچار، فرقہ پرستی اور ذات پات کی لعنت کا خاتمہ ہوگا، اس کے برعکس آج صورتِ حال ہی دوسری نظر آرہی ہے ہر سوچ غلط ثابت ہوئی۔ کانگریس کی شکست سے ملک میں بجائے کسی راحت و چین کا ماحول بننے کے عوام مہنگائی، فرقہ پرستی اور خوف و دہشت کے سائے میں اپنے آپ کو گھِرا ہوا محسوس کر رہے ہیں ــــ ملک کے سامنے کئی مسائل کسی انجانے طوفان کا پیش خیمہ بنے کھڑے ہیں ــ اور ان مسائل میں کوئی بھی ایک مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکے کہ یہ اپنے اپنے وقت پر آسانی سے حل کر لیا جائے گا۔ ہر مسئلہ اس قدر پیچیدہ ہوچکا ہے کہ ہم کسی بھی مسئلہ کو یہ سوچ کر نظر انداز نہیں کر سکتے ہیں کہ پہلے ایک مسئلہ حل کر لیا جائے، اس کے بعد دوسرا مسئلہ حل کرنے کی طرف توجہ دی جائے۔ ہر مسئلہ بھیانک ہے اور

ملک کے بنیادی ڈھانچہ کو چیلنج کرنے کی سوچ سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن ہمارے سامنے اس وقت جو مسئلہ سب سے اہم اور ضروری ہے۔ وہ دیگر مسائل کی بہ نسبت اہم اور ہر لحاظ سے پہلی ہی فرصت میں توجہ کے لائق ہے۔ وہ ہے، ملک میں سیکولرزم کی بقاء و تحفظ اور وجود کا مسئلہ۔ لیکن ہمارے ارباب حل و عقد اس سے اسقدر غافل و لاپرواہ ہیں کہ جیسے ان کے پیش نظر یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔

بہت سوچ سمجھ کر گاندھی جی نے تحریک آزادی ہی کے وقت آزاد ہندوستان کی بنیاد سیکولرزم کے اصولوں پر رکھنے کا اعلان کیا تھا اور اس وقت ہندوستان آزادی کی جنگ میں جو بھی رہنما یا عوام حصہ لے رہے تھے، انگریز سامراج کی بندوقوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر شمع آزادی کی لو کو بلند کرنے کا عزم کیے ہوئے تھے، ان سب نے سیکولرزم کے بنیادی اصولوں پر آزاد ہندوستان کو چلانے کا حلف لیا ہوا تھا۔ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی سب ہی آزاد ہندوستان کی آزاد فضاء میں امن و سکون اور سکھ و آرام کے ساتھ رہنے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن افسوس آزادی کے حصول کے فوراً بعد یہ خواب دھندلا سا پڑ گیا، جب فرقہ پرستوں کی ایک گہری سازش کے نتیجہ میں گاندھی جی کا قتل ہو گیا۔ گاندھی جی کو ایک شخص گوڈسے نے گولی مار کر قتل کر دیا۔ ہم نے اس وقت اسے ایک شخص کا جنون و پاگل پن تصور کیا لیکن دراصل فرقہ پرست تنظیموں کے ذریعہ ہندوستان کے سیکولرزم کی بنیاد پر یہ پہلی کلہاڑی تھی۔ صرف گوڈسے کی حرکت بتا کر اس کی طرف سے غفلت ہی ہماری اس وقت سب سے بڑی بھول تھی۔ آج جس بھیانک صورت حال سے ہمارا دو چار ہے اس کی کڑی اسی سے ملتی ہے۔ فرقہ پرست طاقتوں کی گھناؤنی سازش کی آزاد ہندوستان میں وہ ابتدا تھی اور موجودہ رام جنم بھومی کی تحریک، رام رتھ یاترا اور اس قسم کی دوسری تمام باتیں شاید اس کی آخری کڑی ہیں۔

گاندھی جی کے قتل کے بعد ہندوستان سے فرقہ پرستوں کا خاتمہ کرنے کی طرف ہمیں جٹ جانا چاہیئے تھا لیکن اس کے بجائے فرقہ پرست پھلتے پھولتے رہے۔ اور آج وہ ہمارے سامنے بھیانک صورت میں اگر موجود ہیں تو اس کے لئے ذمہ دار وہ ہی ہیں جو سیکولرزم کا نام تو ہر وقت لیتے رہتے تھے لیکن انھوں نے اس کی بقاء کے لئے نہ کوئی کام کیا اور نہ ہی اپنی توجہ ہی اس کی طرف مرکوز کی۔ دراصل آزادی کے بعد ہمارے رہنماؤں نے سمجھا کہ اب ملک آزاد ہو گیا ہے اور یہ فرقہ پرستی وقتی جوش میں ہیں آگے چل کر اپنے کو سیکولرزم کے سانچے میں ڈھال لیں گے اور یہ فرقہ پرست لوگ اور ان کی جماعتیں اپنے نصب العین کو بدل کر ملک کی فلاح کے کاموں میں اپنے آپ کو مصروف رکھیں گے۔ ان کی یہ سمجھ کس قدر غلط آج معلوم دے رہی ہے۔ فرقہ پرست خاموشی کے ساتھ اپنے ناپاک عزائم کو بروئے کار لانے کے کاموں میں مستعدِ عمل رہے۔ اور سیکولرزم کے علمبرداروں کی سمجھ کو مات دینے میں کس قدر کامیاب ہوتے نظر آنے لگے یہ آج کے واقعات سے ہمارے سامنے ہے۔ راشٹریہ سوئم سیوک سنگھ بڑی ہوشیاری اور چالاکی کے ساتھ کبھی دبے طریقے سے اور موقع ملنے پر علی الاعلان بھی فرقہ پرستی کے گندہ کھیل کو کھیلنے سے چوکے نہیں۔ ان کے اس کھیل کو کسی قدر طاقت ملی ان مفاد پرستوں سے ہی جن کا مقصد بر اقتدار پر قابض رہنا ہے چاہے وہ کانگریسی ہو یا غیر کانگریسی۔ ۱۹۷۷ء میں اندرا گاندھی کانگریس کی شکست کے بعد جو طاقتیں مرکزی حکومت پر قابض ہوئیں ان میں ایک فرقہ پرست طاقت نمایاں تھی اور اس نے مستقبل میں اقتدار پر مکمل قبضہ کے منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اسی دور میں اپنی بنیاد رکھ دی تھی اور پھر اس نے بڑی ہی چابک دستی کے ساتھ اس وقت مرکزی حکومت پر جو پارٹیاں قابض تھیں ان میں پھوٹ ڈلوا کر اور کیب...

کو دوبارہ اقتدار پر واپسی کا لالچ دیکر ایک جال بُنا جس کے مطابق دوبارہ عام الیکشن وقت سے پہلے ہوا۔ شریمتی اندرا گاندھی کی جماعت اکثریت سے کامیاب ہوکر اقتدار پر دوبارہ واپس آئیں۔ شریمتی اندرا گاندھی کے سامنے ۱۹۷۷ء کی شکست کی تلخ یاد تھی اور مرکز پر جنتا حکومت کی کلہاڑی نے ان پر جو وار کیے اُسے وہ کسی بھی حالت میں بھولنے کو تیار نہ تھیں۔ ان سب باتوں کی موجودگی میں دوبارہ اقتدار کا ملنا اندرا جی کے لئے بڑا ہی غنیمت تھا چنانچہ اس اقتدار کو ہر حالت میں قائم رکھنے کے لئے انھوں نے ہر اس بات کو گوارہ کیا جو کانگریس کے بنیادی نصب العین کے مغائر تھے اور ملک کے مفاد کے لئے مضر۔ اندرا پھر ان کے دماغ میں یہ بات بھی گھر کر چکی تھی کہ یہ اقتدار فرقہ پرستوں ہی کا مرہون منت ہے اور اگر اس اقتدار کو قائم رکھنا ہے تو ہر حالت میں فرقہ پرستوں کے آگے اپنے کو، کانگریس کو حکومت کی تمام مشینری کو بے بس بنا کر رکھنے ہی میں بھلائی و عافیت ہے۔ اس لئے ۱۹۸۰ء میں اندرا جی کی دوبارہ اقتدار پر واپسی سے فرقہ پرستی کا ملک میں طوفان برپا ہو جاتا ہے۔ ہندو مسلم فسادات جو آزادی کے بعد ہی سے لگاتار ہو ہی رہے تھے مگر اس کی شدت ۱۹۸۰ء کے بعد ہی سے دیکھنے کو ملی۔ پہلے فرقہ پرستوں کے ہاتھوں فسادات ہوتے تھے ۱۹۸۰ء کے بعد سے فرقہ وارانہ فسادات میں سرکاری مشینری کے ملوث ہونے کے بارے میں عوام الناس میں زور و شور کے ساتھ چرچا ہونے لگی۔ ۱۹۸۰ء کے بعد کہیں ہندو مسلم فسادات کرائے گئے، کہیں ہندو سکھ اتحاد میں رخنہ پیدا کرنے کی چالیں چلی گئیں۔ سنت جرنیل سنگھ بھنڈراں والہ کو شریمتی اندرا گاندھی کے اقتدار کی سرپرستی میں پروان چڑھایا گیا۔ رام جنم بھومی کا مسئلہ بھی ان ہی کے دوبارہ اقتدار کی واپسی کے بعد شدت کے ساتھ اٹھایا گیا۔ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت رام رتھ یاترا کے جلوس شمالی ہند کے بڑے بڑے شہروں و

قصبوں میں گھمائے گئے، اشتعال انگیز نعرے اس میں اس قدر زور و شور کے ساتھ لگائے جاتے تھے کہ اگر ملک میں کہیں آگ نہ بھی لگے تو لگ جائے۔ اللہ اشتعال انگیز نعروں کے خلاف قانون بالکل بے بس۔

کہاوت مشہور ہے کہ جو کسی کے لئے کنواں کھودتا ہے خود وہ اسی میں غرق ہو کر رہ جاتا ہے شریمتی اندرا گاندھی کے اقتدار میں فرقہ پرستی کا جو فتنہ پیدا ہوا تھا اسی فتنہ میں شریمتی اندرا کا حشر ہو کر رہا۔ ۱۹۸۴ء میں آپریشن بلیو اسٹار آپریشن (گولڈن ٹمپل پر فوجی کارروائی) کی پاداش میں ان ہی کے محافظ نے انھیں گولیوں سے بھون دیا۔ اس کے بعد ملک میں ہندو سکھ فسادات پھوٹ پڑے سکھ بھائیوں کو جس طرح وحشی درندوں نے اپنی درندگی کا نشانہ بنایا وہ سب کے سامنے ابھی تازہ ہیں۔ اس کے بعد شری راجیو گاندھی عام انتخابات میں اکثریت حاصل کرکے وزیر اعظم کی کرسی پر متمکن ہوئے۔ اب فرقہ پرست زیادہ طاقتور ہو چکے تھے اس لئے وہ (چاہتے ہوئے بھی یا نہ چاہتے ہوئے بھی) فرقہ پرستوں کی انگلیوں پر ناچنے لگے۔ ان کے دور میں ۱۹۸۶ء میں بابری مسجد کا تالہ عدلیہ کی آڑ میں کھولا گیا۔ ملک میں تہلکہ مچ گیا۔ فرقہ پرست پوری طاقت کے ساتھ میدان میں کود پڑے، تمام قاعدے قانون کی دھجیاں اڑاتے ہوئے وہ ملک میں فرقہ پرستی کا ننگا ناچ ناچنے لگے۔ ان کے کرتوتوں کو دیکھ کر بھی قانون سویا رہا۔ حکومت کی ساری مشینری عضو معطل ہو کر رہ گئی۔ اس کے بعد پھر وہ ہی کہاوت صادق آئی کہ جو دوسروں کے لئے کنواں کھودتا ہے وہ خود اس میں غرق ہو کر رہ جاتا ہے ۱۹۸۹ء کے عام انتخابات میں شری راجیو گاندھی کی جماعت شکست سے دوچار ہوئی۔ عام انتخابات میں شریمتی اندراجی اور شری راجیو گاندھی کے اقتدار کے سائے میں پروان چڑھے، فرقہ پرستوں کا ایک بڑا حصہ کامیاب ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں مرکزی حکومت ان ہی کی بیساکھی پر

قائم ہوگئی ۔ اس کے بعد ہم یہاں خود کچھ نہ کہتے ہوئے مشہور و معروف ہندی روزنامہ "نو بھارت ٹائمس" مورخہ ۱۳ اکتوبر سنہ ۹۰ء کے اداریہ سے ایک اقتباس نقل کرکے اپنی بات مکمل کرنا چاہیں گے۔

ملاحظہ کریں !

" آج ہر پارٹی سوچ رہی کہ ہندوستان کو اٹھا کر اپنی جیب میں رکھنے کا یہ سب سے اچھا موقع ہے "آج نہیں رکھا تو برسوں تک چناؤ لڑتے رہیں گے اور کوئی پوچھے گا بھی نہیں۔ بھارتیہ جنتا پارٹی سوچ رہی ہے کہ ہندو لہروں پر چڑھ کر وہ دلی پر چھا جائے۔ (بی۔ جے پی کی سرپرست آر۔ ایس۔ ایس کی بڑی پرانی گہری سوچ اور خیال کے پورے ہونیکا سازگار وقت ہے۔ برہان)۔۔۔۔"

لیکن ہم یہاں یہ بات اور کہنا چاہیں گے کہ سابق کی طرح یہ کہاوت پھر اپنی سچائی دوہرائے گی کہ جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اس میں گرتا ہے اور ہر کمال کو ایک دن زوال بھی ہے ۔ شاید اب فرقہ پرستوں کا آخری وقت ہی آگیا ہو ۔ یعنی جب فرقہ پرستوں کی فرقہ پرستی کا اصلی روپ ملک کے سامنے ہوگا تو اب تک جو اُن کو پناہ دیے ہوئے ہیں بالآخر وہ بھی ان سے اپنا ناطہ توڑنے ہی میں اپنی اور ملک و قوم کی فلاح و خیریت سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گے انشاء اللہ۔

⁂ ⁂ ⁂